۲۔ بصرہ میں آخری صحابی اُنس بن مالک ﷺ نے باختلاف روایات ۹۰ھ یا ۹۳ھ زیادہ سے زیادہ ۱۰۳سال کی عمر میں وفات پائی۔

۳۔ مکہ میں آخری صحابی ابوالطفیل عامر بن واثلہ ﷺ تھے جنہوں نے ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

اس طرح پہلی صدی ہجری کے ساتھ صحابہ کرام ﷺ کا مبارک دور اختتام پذیر ہوگیا۔

ان ایک سو سالوں میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اوران کی طرف منسوب مذاہب کا کوئی نام ونشان دنیا میں کہیں نہیں تھا۔ تمام مسلمان قرآن اوراحادیث صحیحہ پر عمل کرتے تھے۔

دوسری اور تیسری صدی ولادت ائمہ اربعہ رحمة الله عليهم

ا۔ امام ابوحنیفہ رحمة الله عليه ولادت ۸۰ھ وفات ۱۵۰ھ ۷۰سال عمر ساکن کوفہ، تصنیف: الفقہ الاکبر (عقیدہ)

۲۔ امام مالک رحمة الله عليه ولادت ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ ۸۶سال عمر ساکن مدینہ تصنیف: موطأ (حدیث)

۳۔امام شافعی رحمة الله عليه ولادت ۱۵۰ھ وفات ۲۰۴ھ ۵۴سال عمر ساکن مصر تصنیف: مسند شافعی (حدیث)

۴۔امام احمد رحمة الله عليه ولادت ۱۶۴ھ وفات ۲۴۱ھ ۷۷سال عمر ساکن دمشق تصنیف: مسند امام احمد (حدیث)

ان تمام ائمہ دینؒ نے اپنے اپنے زمانے اور اپنے علاقوں میں بہت تقویٰ وزھد اور احتیاط کے ساتھ قرآن اور احادیث صحیحہ پر عمل کیا اوراپنے شاگردوں کو کہ دیا'' **إذا صح الحديث فهو مذهبي** ''صحیح احادیث ہمارا مذہب ہے اور احادیث کے مقابلہ میں ہمارے اقوال کو چھوڑ دو اور ہر ایک نے اپنی تقلید جامد سے بالکل منع فرمایا۔

پس وہ بریٔ الذمہ ہوگئے اب نصوص صحیحہ کے خلاف مسائل ان کی طرف نسبت کرنا ان کی بے احترامی اور بدنامی ہے۔

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ اربعہؒ سب کے سب اہل حدیث اور غیر مقلد تھے اوران کے شاگرد بھی غیر مقلد تھے۔اس وجہ سے دلائل کی بناء پرانہوں نے بہت سارے مسائل میں اپنے اساتذہ کی مخالفت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام ائمہ دین کی قبروں کو نور سے بھر دے اوراپنی رحمت سے نوازے۔انہوں نے خود بھی قال اللہ وقال الرسول ﷺ پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی یہی وصیت کی۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔آمین ثم آمین

مذکورہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ قرآن اوراحادیث صحیحہ پر عمل کرنا کوئی نیا کام نہیں ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے جاری ہے اور یہی اہل حدیث کا عقیدہ ہے۔

☆☆☆☆☆

تقابل ادیان

تلاش راہ

میاں انوار اللہ

اس بوڑھی دنیا میں اگر کردار اور اعمال پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو یہ اچھے بُرے کرداروں سے بھری نظر آئے گی۔

اس ضمن میں اگر ہم ایک گھر کا جائزہ لیں تو حقائق کی صحیح تصویر دیکھ سکتے ہیں۔ والدین کی ہمہ وقت توجہ اور مشفقانہ سلوک کے باوجود بچے جب اختلاف کا شکار ہوتے ہیں تو نتیجہ قابیل اور ہابیل کی سوچ کا مظہر ہوتا ہے۔ ذاتی مفادات کا حصول تمام قوانین کی پروا کیے بغیر زر، زن اور زمین کے گرد گھومتا نظر آتا ہے۔ حرف ''ز'' اپنی انا پوری کرنے کے لیے مدّ مقابل سے ظالمانہ اور سفاکانہ طور پر زندہ رہنے کا حق بھی چھین لیتا ہے جو کہ دین اسلام میں خصوصاً اور دیگر مذاہب میں عموماً حرام ہے۔

لیکن حرمت کا حکم تو اسے جھنجھوڑے گا جسے جائز اور ناجائز میں تمیز کا سلیقہ ہو۔ جب آنکھ اور دل و دماغ پر ایک ہی جنون سوار ہو کہ مجھے یہ کام ہر قیمت پر کرنا ہے اور ضرور کرنا ہے، تو رب کی ناراضگی اور سوسائٹی میں لعن طعن کی پروا کون کرتا ہے!

قرآن مجید میں قابیل اور ہابیل کا قصہ باعث عبرت ہے۔ اس میں سمجھنے والوں کے لیے سبق ہی سبق ہیں۔ قابیل کے باطل رویے اور سفاکانہ مظاہرے نے اُسے عارضی کامیابی تو دلا دی لیکن بمصداق ﴿**جآء الحق وزھق الباطل إن الباطل کان زھوقا**﴾ ''حق آچکا اور ناحق نابود ہوگیا یقیناً باطل نابود ہی ہونے والا ہے'' [بنی اسرائیل : ۸۱] جب حق منظر عام پر آتا ہے تو باطل اپنے کرّ وفر کے باوجود دُم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔ آج ہر باشعور انسان قابیل کے کردار سے نفرت کرتا ہے۔ اس لیے کہ یہ کردار ہے ہی نفرت آمیز۔

رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ بالا آیت مبارکہ فتح مکہ کے دن کعبہ شریف میں 360 بتوں کو اپنی چھڑی سے ٹھکا دیتے اور زمین بوس کرتے وقت تلاوت فرمائی تھی۔'' [صحیح البخاری تفسیر بنی اسرائیل و کتاب المظالم باب هل تکسر الدنان التی فیها الخمر]

آگے چلیں۔ سورۃ طٰہٰ میں آیات مبارکہ ۶۴ تا ۶۷ پڑھ لیجئے۔ اس معرکے میں جادوگر فرعون کی شہہ پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے پر آتے ہیں تا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہرا کر فرعون کے مقربین میں آجائیں، وزارتوں سے نوازے جائیں لیکن مقابلے کے دوران جب اُن پر حق و باطل واضح ہو گئے تو انہوں نے ببانگ دُھل موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور ان

کے رب پر ایمان لانے کا اعلان کر دیا۔فرعون کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔اُس نے اِن نوزائیدہ حق کے متوالوں کو ڈرانے دھمکانے کے لیے الٹے سیدھے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور کھجور کے تنوں پر سولی چڑھانے کا اعلان کر دیا تو موجودہ صحابہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام (سابقہ جادوگروں) نے سینہ تان کر فرعون کو جواب دیا: ﴿ فاقض ما انت قاض ﴾ [طٰہٰ : ۷۲] ''او فرعون! تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر گزر۔ہم تو اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے۔جو کوئی گنہگار بن کر اللہ کے حضور حاضر ہوگا اس کے لیے جہنم ہے، جہاں نہ موت ہوگی نہ زندگی'' [طٰہٰ: ۷۳۔۷۴]

اب سید المرسلین محمد ﷺ کے دور نبوت کو لیجئے۔غزوہ بدر میں مسلمانوں کی خستہ حالی دیکھیے۔ہتھیار اور تعداد میں دشمن کا ایک تہائی حصہ ہیں۔جنگی سواریاں اونٹ اور گھوڑے بھی بہت ہی کم ہیں۔جبکہ مدّ مقابل ابو جہل مردود کا لشکر جو زعم باطل میں اسلام اور اس کے نام لیواؤں کی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جڑ کاٹنے آیا تھا۔اس کی ہمنوائی شیطان لعین' سراقہ بن مالک بن جعشم کی شکل میں کر رہا تھا۔لشکر کفار کو خوب سبز باغ دکھا رہا تھا۔لیکن یونہی آسمان سے فرشتوں کا نزول دیکھا تو فوراً الٹے پاؤں بھاگنے لگا۔حارث بن ہشام نے اسے پکڑ لیا۔وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ واقعی سراقہ ہی ہے۔لیکن ابلیس نے حارث کے سینے پر ایسا گھونسا مارا کہ حارث گر گیا اور ابلیس نو دو گیارہ ہو گیا۔کہتا جا رہا تھا کہ ''میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جسے تم نہیں دیکھتے مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے۔'' [الرحیق المختوم : ۲۹۹] یہ واقعات اب قرآن مجید کی تفسیر اور اسلامی تاریخ کا جھومر ہیں۔

آسمانی مذاہب کا بغور مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنی خواہشات کے مطابق مذہب میں کیسے اور کس حد تک تحریف کی ہوئی ہے۔لندن میں مرکزی جامع مسجد سے دس پندرہ منٹ کی واک پر یہود کی مشہور عبادت گاہ ''سینی گاگ'' ہے۔راقم الحروف کو وہاں سکیورٹی کلیرنس کے ساتھ جانے کا موقعہ ملا۔اس لبرل سینی گاگ میں ''تورات'' کا نسخہ تک نہیں۔وزٹر کو اس کے حصول کے لیے Book Depots میں جانا پڑتا ہے۔

اسی طرح نصاریٰ کے چرچ میں جا کر دیکھ لیجئے۔صلیب کے پروانوں نے سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے ''بپتسمہ'' کا کیسا حلیہ بگاڑا ہے۔عیسائیوں کی ''عبادت'' کا آغاز ہی میوزک کی سات دھنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔بائبل مقدس کے انگریزی ترجمے میوزک کی اِن دُھنوں سے اپنی ردیف ملاتے ہیں۔

آج دنیا میں کم و بیش 173 انجیلیں رائج ہیں۔ان میں سے چار اہم ہیں۔پھر ''لوقا'' کی انجیل نسبتاً بہتر ہے۔جہاں تک میں نے دیکھا یہود و نصاریٰ کے اکثر عالم عبرانی زبان سے نابلد ہیں۔اسی دوران بائبل کا مطالعہ مکمل کر لینے کے بعد میری ملاقات چرچ کی ایک اہم Ph.D شخصیت سے ہوئی۔میں نے انہیں کہا: